

پیارے
 بیادگار علی حضرت جامع الشرائع والطریقت بدۃ العارفين کنا
 شیخ العصر مولانا مولوی محمد ذاکر ضیاء الحق نوری نور اللہ مرقدہ جاری کیا گیا۔

بہ سربستی حضرت قبلہ عالم غوث زمان محمد دوم دوران
 سید السالکین بدۃ العارفين حاجی الحرمین الشریفین الحاج مولانا
 حافظ شیخ المشائخ خواجہ محمد ضیاء الحق والدین زیب ازلے
 مسند سیال شریف متع اللہ المسلمین بطول لقائہ وبقائہ

ضیاء حقیقت

بابت ۱۰ اگست ۱۹۲۱ء مطابق ماہ ذی الحج
 ۱۳۴۱ھ

در مطبع
 ہندو مسلم پریس لاہور میں باہتمام سردار گنڈاسنگھ پرنٹر چھاپا
 اور خاکسار احمد علی پبلشر نے شائع کیا۔

چند سالانہ دورانیے وی پی جی

مكتبة

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحْمِيْدًا وَلِضَلٰی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

ضیاء حقیقت

خطبات صوفیاء کرام و سجادہ نشینان

نتیجہ فکر حضرت مولانا حافظ صاحبزادہ محمد عبداللہ ضیاء السیاحی دام تہ برکتہ

در کتب ریاضت
از راہ عنایت
محفوظ و نگاہداشت
با خون شہادت
با حسن انجام
از بوسے ہدایت
صدر حسرت و حیران
صدیق و دامت
یاد شکستند
ای صاحب خلوت
و از کس نشیندی

لے طائفہ گوشتہ نشینان عبادت
در گوش کن این قصہ فرد و تمکایت
آن گلشن اسلام کہ خود فخر ز شل کا شت
بخشید حسین ابن علی نیز طراوت
شد تازہ تنومند بہمان گلشن اسلام
سرشار و معطر شدہ ہر مرزو و ولایت
اکنوں ہم شد لطف ہمہ یار غ و گلستان
غارت شدہ ہمہ گلشن گلبن ہمہ غارت
اعدا ہمہ شیرازہ اسلام گسستند
تا ہم نہ ترا ہیچ شد احساس خلافت
حالات مگر خواجہ اجیر نہ دیدی

میں
اقتدا
اللہ
میں
تیار
میں
مرد
کہ
وہ
ان
ان
دیا
نہیں
جائے
کہ

<p>ورد و در ضلالت ظلمت ز جهان بُرد بالطف و کرمیت آی مرد سخن سنج با عقل و درایت این کار نہ زشت است بلکیت عداوت سجاده و برقع در وقت امانت بے یار و مددگار افسوس نہایت با حال پریشان لے صاحب طاقت بے غصہ و بے جوش لے اہل سعادت</p>	<p>دربارہ اسلام چہ سان کرد شجاعت وہ ہند ہمان بود کہ اسلام بیاورد اسلام رسانید درین دار جہالت ہم غور بفرما تو براحوال شکر گنج اونیز بے کرد بہ اسلام حمایت الغرض ہمیں شیوہ خواوہ چشت است طرفہ کہ ترا نیست درین کار محبت دلقت بیکار آید و شیخ و مرقع گروہی نکر دی تو باسلام اعانت در سطر اعدا شدہ اسلام گرفتار اسلام بتکلیف تو مصروف براحت مظلوم سمرنا کہ شد از فاقہ بے جان گر بخشی ورا نفقہ تا حصیت قیاحت در ترک موالات نصار ہمہ تن کوش منظور نمائی ز عید جملہ حکایت</p>
---	--

عقد نمندان دہار سال شریف کیلئے ہدایت

برادران ملت و عزیزان طریقت جو مظالم اس مظلم دور میں اسلام
اور مسلمانوں پر ٹوٹ رہے ہیں۔ ان کو سن کر ایک سیما مسلمان ہی نہیں
بلکہ ہر انصاف پسند دل لرز جاتا ہے۔ خلافت اسلامیہ جس کا قیام و بقا
مذہبی نقطہ نظر سے ایسا ہی ضروری ہے جیسے جاندار کیلئے روح و حیثیت

میں گرفتار ہے۔ جزیرۃ العرب جس کی نسبت ہمارے آقائے نامدار حضور
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت تھی کہ ”اخرجوا الیہود و
 النصارى من جزيرة العرب“ اعدائے اسلام کا لعنت گاہ بن گیا
 ہے۔ کلمہ حق کی آواز نکالنے والے قدایانِ ملت و قوم جیلخانوں کی
 تاریک کوٹھڑیوں میں دست و پا بربخیر ہیں۔ ستمناہیں ہزاروں بچے
 یتیم اور عورتیں بیوہ و سبکس بھوکوں جان دے رہے ہیں۔ جن کے
 مربی اور سرپرست حمایت حق پر نثار ہو گئے۔ اور محض اس جرم میں
 کہ توحید حق کا نعرہ بلند کرنا لے تھے۔ تیغِ تثلیث کی نظر ہو گئے
 وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ
 ان واقعات کو سنکر کس مسلمان کا کیچہ ہے کہ پانی نہ ہو جائے
 اور کوئی اسلامی آنکھ ہے جو انیسویں کے دریا نہ بہائے حقیقت میں
 ان واقعات نے مسلمانوں کو اپنے بھولے ہوئے فرائض کا زین سہی
 دیا ہے اور خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو بیدار کر نیکے لئے تازیانہ
 غیبی ہے۔ ہمیشہ سے اور اس نازک وقت میں ہر مسلمان کا تہمیدی فرض
 ہے کہ وہ اپنی ہر ممکن کوشش سے حمایتِ اسلام اور اپنے مظلوم
 بھائیوں کی دستگیری کرے اس لئے فقیر اپنے عزیز اشتاؤں کو
 خصوصیت کیساتھ توجہ دلاتا ہے کہ وہ مطالباتِ اسلامی پورا کرانے
 کی طرف اپنا کام عمل تیزی کے ساتھ بڑھائیں اور دنیوی اعزاز و
 جاہ (جو چندہ روزہ ہے) کے بدلے خدا کے ذوالجلال اور رسولِ عربی
 فداہ اپنی وائی کی خوشنودی کی دائمی عزت حاصل کریں وعاہدینِ اسلام
 کے ساتھ تمام تعلقات نصرت و حمایت کو ترک کر دیں اور علمائے کرام

کے متفقہ فتویٰ پر عمل پیرا ہوں۔ (۲) مظلومین سمرنا جہاں یتیم بچے
لاوارث عورتیں بھوک کے مارے داعی اجل کو لبیک کہہ رہے ہیں
اُن کی مالی امداد میں نہایت فرخ دلی سے حصہ لیکر مستحق رحمت
ایزدی ہوں۔ کیا عجب ہے کہ اس نیک کام کی بدولت تمہارے سابقہ
گناہ محو ہو جائیں اور جو رُوسیا ہی اور ظلمت قلبی حمایت و نصرت
اعدائے دین کی وجہ سے تم پر چھا چکی ہے دُھل جائے۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ
يَذْهَبْنَ السَّيِّئَاتِ میرے عزیزو کیا تمہارے مسلمان دل اسکو
گوارہ کر سکتے ہیں کہ تم اونچے اونچے محلات میں چین اڑاؤ صبح و سنا
متعد دکھانے تمہارے سامنے چنے جائیں اور تم خوشی سے ان کو لوش
جان کرو اور ادھر اسلام کے ننھے بچے اور بیکیس عورتیں ایک لقمہ کی
حسرت میں جان دیدیں تمہارے گھروں میں غلہ کے انبار اور خزانوں
کے خزانے دفن پڑے ہوں لیکن ان اسلامی پودوں کے لئے تم
اپنی جیب سے ایک پیسہ صرف نہ کرو۔ اگر واقعی تمہاری یہ حالت ہو
گئی ہے تو تم تمہارے اسلام پر قیامت کے دن حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اسلام اور اس کے مظلوم ائمہ و
فریادی ہونگے کہ یا رسول اللہ کفار نے تو ہم پر ظلم توڑے۔ لیکن ان
مدعیان اسلام نے بھی انہیں کا ساتھ دیا اور ہماری کچھ خبر گیری نہیں کی
تو اس وقت تم کیا جواب دو گے۔ اگر آپ حضرات صرف بیجا اسراف و
لا یعنی مصارف ہی کو چھوڑ دیں تو ان مظلومین کی کافی امداد ہو سکتی ہے
زکوٰۃ و عشر ہی سے اگر امداد کی جائے تو ان کو بس کرتا ہے جسکا اصلی و ہم
مصروف ایسے ہی مظلومین ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان ہدایات پر

عزیز آشنا عملی طور پر کار بند ہوں گے۔ اور سعادت دارین حاصل کریں گے جو صاحب مظلومین سمرنا کیلئے رقم ارسال کرنا چاہیں وہ یا تو فقیر کے پاس بھیجیں تاکہ یہاں سے مرکزی مجلس خلافت کو روانہ کر دیجائے یا اپنے ضلع کی مجلس خلافت کو یا اس کام پر مامور خدام خلافت میں کسی کو باختر رسید عطا کر دیں۔ لیکن فقیر کو بھی رقم مسئلہ کے متعلق اطلاع دیں تاکہ فقیر بھی اُن کیلئے دعا و خیر کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اس فقیر کو بھی اس کا رخصت میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنی محقر امداد اور کچھ عزیز و آشنا کی مدد سے تقریباً چار ہزار روپیہ اس مد میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کرے اور زبانی شورو فغاں کی بجائے شاہدہ عمل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اٰمِیْنِ بِحُجْرَتِ سَيِّدِ الْمَرْسَلِیْنَ بِدَاعِی

(فقیر خضر الدین تبارہ شین سیال شین)

زبدۃ العارفین حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل تحریر رسالہ صوفی اگست ۱۹۷۱ء میں سے نقل

کر کے درج کیا جاتی ہے تاکہ ناظرین اس پر نظر محفوظ ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ وَفَصِّلْ عَلٰی سَیِّدِ الْکَرِیْمِ

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم

دفعہ تمام گشت و سیار بیان رسید عمر

ذات حق بیچون بے چگون کی سطوت اور ہیبت سے اولیاء کے مشاہدات

اور کسب اُس کے آستانے پر سر بسجود ہیں اور انبیاء کے ارواح اور قلوب پر رُخس

کچھ
پیش
کی
ذات
تم
ہو
ان
کی
و
ہے
وہم
پر

کی مانند اسکی شاعروں میں قربان ہیں پس ناچیز مشیت خاک کو بھی مناسب ہے کہ
اس کی تعریف میں انہی کی کلام پاک میں سے آیات حمد و ثنا کو در زبان کرے

فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اور اُسکے حبیب سرور عالم خدائی آدمؑ کی معنی بارگاہ میں ناپاک بان کو کیا
طاقت ہے کہ سوائے صلوة والسلام رب الارباب کوئی ہدیہ پیش کر سکے فصل
اللہ علیہ والہ واتباعہ وَاَحْبَابِهِ اَجْمَعِينَ اما بعد خاکسار کمترین
بندگان درگاہ شمس خرمیدہ نقد نگاہ بردہ تبسم و لخواہ حضرت قطب العالم مقتدا
بنی آدم مامی البدعة والفضائل محی السنہ والجماعت شیخ العصر مرشد الدہرہ

سرمایا حسن و عالم یگانہ

بصورت آفتاب عالم افروز

در جمع آند اوصاف حمیدہ

بہ نیزگی عجب رنگین مزاجے

رخشن آئینہ انوار قدسی

بدایت لمحہ نور چہر اغوش

بشہر عقل میسر خاندانے

عجائب ہدیہ از مخزن غیب

لبش را با بستم ہم عصانی

ادافہی طریق ملکوت دانی

تواضع خوئے دلجویش عادت

بہ تمکین کوہ اندر علم دریا

بر حمت ابرو در رفعت ثریا

خواجہ محمد دین سیالوی متع اللہ المسلمین بطول القائم

بقا بادش چو سحر فوج بل پیش کہ خورشید است ان بیکانہ و خوش
 ناظرین کی خدمت بابرکت میں بہ کمال ادب نیاز عرض پرداز ہے کہ حسب مضمون
 آیت شریف لِكُلِّ وَجْهٍ مِّنْهُ مَوْجِدٌ لِّهَا (ہر ایک کے لئے ایک
 طرف ہے جسکی طرف وہ متوجہ ہوتا ہے) سالکان طریقت اور حاجیان کعبہ حقیقت
 کے حالات مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ مقصود حقیقی کے صفات غیر متناہی
 ہیں ایسا ہی توجہات عشاق باری کا بھی انتہا نہیں۔ کوئی تو نام مقصود
 پر جان فدا کر رہا ہے اور کوئی صفات کے خیال میں غرق ہے۔ اور کوئی
 فرمانبرداری پر کمر بستہ ہے۔ اور کوئی طہارت ظاہری و باطنی میں مصروف
 ہے۔ کوئی اندوہ نایافت میں پُر درد۔ اور کوئی عنایت و رحمت کے تصور
 مسرور۔ اور کوئی اس کے محبوبین کے جمال میں ماسوائے حق سے غافل۔
 علیٰ ہذا القیاس جو کچھ ازل میں کسی کا طریق وصول مقرر ہو چکا اُس میں کس
 دور بنا اور ادم ہر آنکھ اٹھانا اُسکا فرض ہے۔

جو دل بادل بکرا رام گیرد بوصل دیگر ان کے کام گیرد بھی
 ایک نور حضرت محبوب الہی سلطان الاولیا خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا
 (”ہر قوم راست را ہے دینے و قبلہ گئے“)

حضرت امیر خسرو جو آپ کے جانباز عاشق تھے مجلس گرامی میں موجود تھے
 آپ نے اسی وقت ایک مصرعہ فی البدیہہ بنا کر حضرت خواجہ کی ٹوٹی مبارک
 کیطون (جو اتفاقاً اُس روز ٹیڑھی ہوئی ہوئی تھی) اشارہ کر کے عرض کیا ع
 من قبلہ راست کردہ برکت کجکلا ہے

ایسی حالت میں سالک کو اپنے شغل کے سوا سب کچھ حجابِ معلوم ہوتا ہے
 خواہ وہ فی نفسہ اچھا ہی ہو۔ حضرت محبوب الہی سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ نے

ایک روز اپنی طالب علمی کا زمانہ یاد فرما کر علمی شوق اور کتب بینی کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اب یعنی بعد بعیت حضرت شیخ الشیوخ قطب الاقطاب فریدالجن والدین رحمۃ اللہ علیہ یا دحق اور باطنی مشغولی کے باعث کسبِ علوم فراموش ہو گئے معلوم ہوتے ہیں کبھی کسی مسئلہ کی ضرورت سے کوئی دینی کتاب دیکھی جاتی ہے تو سوا ضروری مسئلہ کے باقی حجاب معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ نے چشم بُرا آب ہو کر فرمایا۔ سبحان اللہ جب اپنوں کا یہ حال ہے تو بیگانوں کی گنجائش کہاں یعنی مطالعہ علمِ دین جو سرسری اور برکت ہے شغلِ باطنی میں حارج ہے تو دوسرے علوم و اشغالِ طالبِ حق کیسے نبھا سکتا ہے۔ سالِ حال کے جلسے نوائیہ کے دعوتی رقعہ کے جواب میں ہمارے پنجاب کے جامع الشریعہ والطریقہ عالمِ اکمل فاضلِ اجلِ جدیداً بحریدہ و تفرید حضرت قاضی سلطان محمود دام اللہ و برکاتہم ساکن اوان شریف ضلع گجرات نے کمال انکسار سے دو خاصہ اربابِ خصوص ہے (تحریر فرمایا) ہزار گریچہ چراگاہ نو شتر از میدان و لیک اسب نہاد و دست خویش

کوئی سادہ لوح جسکو اہل باطن کے حالات سے پوری واقفیت نہ ہو۔ شاید اس بیان سے خیال کرے کہ ہر مسلمان کو ایسا ہی کرنا ضروری ہے۔

نہیں یہ حالات ہیں جو دل پر وارد ہوتے ہیں سالک کو ان باتوں پر مجبور کرتے ہیں مگر مجبوری کے ہر وقت کے الگ الگ عمل ہیں ان کا لحاظ رکھنا ہر ایک آدمی کو ضروری ہے اکثر غلط فہمیں اسی سبب ہوتی ہیں کہ ناقصین نے اپنے آپ کو کاملین پر قیاس کیا۔ حالانکہ ہر ایک کا لگن میں سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہاں ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ محبت الہی اعلیٰ نعمت ہے جب قدر اس میں استغراق ہو سعادت بر سعادت ہے۔ جو امر سالک کو اسستی کے خلاف

معلوم ہو۔ اس سے احتراز کرنا عقلاً طبعاً ضروری ہے۔ لیکن مخالفت اور موافق میں تمیز کرنا اہل کشف کا کام ہے۔ مبتدی کو اس میں پیر کے ارشاد کی تعمیل کرنی چاہئے۔

بنابرین چونکہ خاکسار نابکار کو جب سے حضور قبلہ عالم سیالوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ سو ملفوظات مشائخ و ذکر شریں حضرت قبلہ عالم کوئی شغل باعث فرحت دل حزیں معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے مضامین نویسی و تقریر آرائی سے اکثر طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اور حتی الوسع ان سے طبعاً احتراز رہتا ہے۔ اب بارہا چونکہ جامع الشریعت والطریقۃ سوامی الخلق الی الحق قیم طریقہ مجددیہ مکرمی محسنی حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب اہم اللہ فیوضہم و برکاتہم نے بندہ کو قسط شفقت و عنایت سے فرمایا کہ اہل تصوف کے متعلق کچھ تحریر کرنا چاہئے۔ لہذا بندہ نے تعمیل اللہ کیا ہے کہ چند سبیل تصوف از روئے عقل و شرع تحریر کئے جائیں جن سے عام خیالات کی اصلاح ہو۔ اور حتی الوسع ہر ایک مسئلہ کے متعلق اپنے مشائخ کبار کے ملفوظات میں سے کلمات مقدمہ لکھ کر خود مخطوط ہو کر ناظرین کو بھی اس خط میں شریک کرینکی کوشش کرے، گو مضمون پریشان عبارت میں ہو گا لیکن امید ہے کہ اہل دل کو علاوہ فوائد علمی کے انفاس طیبہ مشائخ کی خوشبو سے معطر فرمائیں گا۔ واللہ ولی التوفیق و بہ العروج الی دوزخہ التحقیق۔

کیا ایمان اسلام اعمال صالحہ و مناہی سے پرہیز

کے علاوہ بھی کوئی عمل ہے جو عند اللہ قرب کا باعث ہے

مخلوقات النبیہ میں فکر کرینوالوں کا اتفاق ہے کہ فطرتی لطیفے جو اہرام

عالم میں متفرق ہیں۔ انسان میں بصورت مجموعی جلوہ گر ہیں۔ ہر ایک لطیفے کے کمالات کا جسدِ رکامل ظہور ہو آستانہ ہی انسان زیادہ کامل سمجھا جاتا ہے لیکن شرعاً اس میں دو قسم کے کمالی معتبر ہیں۔ ظاہری و باطنی۔ دونوں پر قرآن و سنت اور عقل سلیم شاہد ہیں۔ پہلے ظاہری کمالات جن پر انسان کی اخروی نجات متوقف ہے اور وہ قرآن شریف اور حدیث سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تمام شرعی امور کو تسلیم اور اعتقاد کرنا اور حسب ہدایت شرعی تمام فرائض سنن و مستحبات کو ادا کرنا اور تمام منہیات سے بچنا ہے۔

جیسا کہ سورہ المہم کی ابتدائی آیات شریفہ میں انہیں کمالات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور ان پر بطور نتیجہ اُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (وہی لوگ نجات پانے والے ہیں) مراتب ہوا ہے۔ دوسرے وہ کمالات ہیں جن سے اللہ جل شانہ کا خاص قرب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اِنَّ رَحْمَةً اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْحَسَنِيْنَ سے ظاہر ہے کیونکہ محسنین کے مصداق صرف وہی لوگ ہیں جو کمالات منبرِ اول کے علاوہ کسی خام حالت کو حاصل کریں۔ جس کے باعث تمام اہل ایمان اور صالحین سے ممتاز ہوں اور خاص قرب کے خلعت سے خداوندِ عالم کی جناب میں مشرف ہوں۔ یہ دعویٰ طالبِ حق کیلئے مفصلہ ذیل دلائل سے واضح ہو سکتا ہے۔

پہلی دلیل صحیح بخاری میں (جو بعد از کتاب ہادی تمام کتب حدیث میں زیادہ صحیح مانتی گئی ہے) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ ایک انہی آدمی نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ فرمایا: کلمہ شہادت۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ ماہِ رمضان حج بشرطِ قدرت۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ میں اُس کے

تعجب ہو کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ پھر سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ۔ کتاب اللہ ملائکہ و رسل۔ روز قیامت کا ماننا۔ اور تمام نیک بد کا خالق اسی کو سمجھنا۔ اُس نے عرض کیا کہ سچ فرمایا اُس نے پھر سوال کیا کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا کی اس طور عبادت کرنا کہ گویا خدا تعالیٰ کا دیدار ہو رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو اتنا خیال رکھنا کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ آخر مجلس میں حضورؐ نے فرمایا کہ یہ جبریلؑ تھا جو تمہیں تعلیم دینے آیا تھا۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقاید اور اعمال کے علاوہ ایک کمال ہے جسکو احسان کہتے ہیں۔ اسکا نام ولایت اور تصوف ہے کہ صوفی بوجہ محبت الہی غالب ہوتی ہے جسکو اصطلاح تصوف میں فنا القلب کہتے ہیں، اسکا دل محبوب حقیقی کے مشاہدہ میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ سوا ذات حق کے کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ کیا خوب کہا ہے اسیرِ حقیقی سے

اسیرِ عاشقان مست بیدار ز لذاتِ دو عالم یاد نراند

نظارہ کار و بار دنیوی میں عام لوگوں کی مانند شاغل معلوم ہوتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے۔ ملاقات کرتا ہے۔ مجلس میں مختلف امور کی نسبت تقریر کرتا ہے۔ لیکن اندرون اسکا محبوب حقیقی کے سوا کسی بات پر متوجہ نہیں ہوتا۔ اسکی حالت بظاہر مشتبہ ہوتی ہے۔ ظاہر میں لوگ اسکو اپنے جیسا خیال کرتے ہیں اور اہل بصیرت جن کو اس کی روشنی سے ذرہ بھی پہنچ چکا ہے اس کی ہر حالت میں نورِ مشاہدہ محسوس کرتے ہیں اور حجب استعداد روحانی غذائیں پاتے ہیں۔

الحق خاکسار نے سیدی مرشدی حضور قبلہ عالم سیالوی ادام اللہ برکاتہم وافاض علیہما من نعمائہم کی مجلس مقدس میں بحثِ خود دیکھا ہے

کہ بعض اوقات عام لوگوں سے آپ ان کی دنیاوی امور کی نسبت گفتگو فرماتے ہیں اور ایسی طرز سے تقریر کرتے ہیں کہ جیسے اہل ظاہری کو امتیاز نہیں ہوتا لیکن چہرہ مبارک کے محبوبانہ حرکات اور پرناز غمزے اور حق میں آنکھوں کی سرخی وغیرہ آثارِ نعمت باطنی طالبانِ حق کے آئینہ حق نما کا کام دے رہے ہوتے ہیں۔ میرے ایک لائق نوجوان بی۔ اے دوست نے جب حضور کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو اتفاقاً حضور بے تکلف طریقاً گفتگو فرمائی تھی اس نے بعد اختتام مجلس خاکسار سے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ جناب حضرت صاحب کی تقریر ایسی تھی کہ جس سے ظاہری خیال ہی ہو سکتا ہے کہ آپ اسوقت دنیاوی شغل میں مصروف ہیں۔ لیکن آپ کے چہرہ مبارک کے آثار نے مجھ جیسے نا آشنا کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا بالِ اہل حق میں مستفیق ہے۔ الحق ع. یارِ ماچوں آب در ہر رنگ شامل میشود۔

تشریح لفظ مشاہدہ۔ مشاہدہ کے لفظی معنی دیکھنا ہے اور اہل تصوف علی اصطلاح میں وہی دل کی خاص حالت مراد ہے جس پر حدیث شریف میں احسان کا لفظ بولا گیا ہے اس حالت میں تو جنہالی اللہ چونکہ دیکھنے کے مشابہ ہوتی ہے اسلئے غمگوں کو دیدار یا مشاہدہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اجیعوا بطونکم دعوا الحصر واعزوا جسادکم وقصروا الامم واطمأء اکبادکم دعوا الدنیا لعلکم ترون اللہ بقلوبکم یعنی اگر تم کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے متعلق حصہ عندال کو نگاہ رکھو اور حرص اور دنیا کی خواہشات رذیلہ کو چھوڑ دو تو امید ہے کہ تم اپنے دلوں کے آئینہ میں نور الہی دیکھنے لگو گے۔

دوسری دلیل۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدن النسان

میں ایک پارہ گوشت ہے اگر وہ درست ہو جائے تو تمام بدن درست ہو جاتا ہے اور اگر فاسد ہو تو تمام بدن فاسد ہوتا ہے۔ اور وہ دل ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دل کی وہ خاص حالت جسکو صلاح بدن لازم ہے ایمان و اسلام اور اعمال صالحہ کے علاوہ ہے جسے اہل تصوف فنا و قلب کہتے ہیں اس سے تمام بدنی خباثتیں رفع ہو جاتی ہیں اور روحانی کمالات کے دروازے کھلتے ہیں۔ نفسانی کششیں جو کسی بزرگ نے اس شعر میں بیان فرمائی ہیں خواہی کہ شود دل تو چو آئینہ وہ چیز برون کن از درون سینہ حرص و امل و غضب و روع و غیبت بخل و حسد و ریا و کبر و کیست خود بخود زائل ہو جاتی ہیں اور اوصاف حمیدہ جن پر رُوئی ترقی کی بنا ہے روشنی آفتاب کی طرح بیساختہ پیدا ہوتی ہیں چنانچہ کسی بزرگ کا ارشاد ہے خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم صبر و شکر و قناعت و علم و تقویٰ تقویٰ و توکل و رضا و تسلیم پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوصاف حمیدہ صرف ایمان ہی سے (جو صرف مان لینا شریعت کا ہے) اور اعمال صالحہ وغیرہ سے حاصل نہیں ہوتی اور نہ صرف ان اوصاف کو سمجھ لینا کافی ہے۔ بلکہ غلبہ محبت الہی اور روشنی جمال نامتناہی کا ظہور قلب کو ایسا پُر کرے کہ ان اوصاف کے خلاف بُری صفتوں کی جگہ نہ رہے۔ اسکی تشریح واضح طور پر یوں ہو سکتی ہے تمام اوصاف حمیدہ کا جاننا اور ضروری العمل سمجھنا اور ان کا عمل میں لانا شریعت ہے۔ جیسا کہ تمام اسلامی دنیا اسکو سمجھ سکتی ہے اور تکلف بنانے کی کوشش کرنا طریقت ہے۔ اور تمام بُری حالتوں کا زائل ہونا اور صفات حمیدہ کا بے تکلف موجود ہونا حقیقت ہے۔ مثلاً ایک شخص جھوٹ

سے پرہیز کرے لیکن اُس کے دلمیں اسکی رغبت ہو تو وہ بظاہر شریعت کا پابند ہے اور اگر دل کی رغبت رفع کرنے کی کوشش کرے تو وہ طریق الہی کا چلنے والا ہے اور جب جھوٹ سے اسکو ایسا پرہیز حاصل ہو کہ نہ اس کے دلمیں رغبت رہے اور نہ اسکی زبان پر کسی حالت میں جاری ہو تو وہ صاحبِ حقیقت ہے اب ظاہر ہے کہ یہ تینوں درجات عام اہل ایمان کو جو اعمال صالحہ بھی کرتے ہیں حاصل نہیں ہیں بلکہ پہلا درجہ بھی بہت ہی کم افراد کو نصیب ہے پس وہ قلبی حالت جس سے بے تکلف یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے وہی فناء قلب ہے۔ جو اہل تصوف پیرانِ عظام کے صدری الوار سے حاصل کرتے ہیں اور ان تمام اوصاف سے بے تکلف موصوف ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا نے رُوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۷

مہر کر جامہ ز عشقش چاک شد اوز عیب و حرص گلی پاک شد

پیرانِ عظام کی جناب میں نہ ظاہری و غلط ہوتا ہے اور نہ زبانی ترغیب صرف دیدار سے ہی اہل سعادت جن کو اُن کی روحانیت سے ازل میں سنبھلا ہو چکی ہے تمام باطنی فہمیں حاصل کرتے ہیں اور ارشادِ سرورِ عالم کے مطابق تمام صوفیہ کرام کی توجہ سب سے پہلے اسی حالتِ قلب کی اصلاح پر ہوتی ہے جسکے حاصل ہونیسے بدن کی حالت خود بخود درست ہوتی ہے۔ طالبِ حق اسکی شہادت مستفیضانِ صوفیہ کرام کے حالات سے لے سکتا ہے۔ صداً اوباش مزاج اشخاص کو مہنے دیکھا ہے کہ جن کے قلب پر کسی صوفی صافی کی نظر عنایت ہوئی ہے۔ خود بخود طبعاً تمام بُری باتوں سے محترز ہو گیا۔ اور اعمالِ حسہ میں مشاغل بنا۔

ایک انگریزی خواں نوجوان نے حافظِ الشریعت و الطریقہ حضرت حافظ

سید جماعت علی شاہ ادام اللہ برکاتہم کی بیعت کی۔ اور چند دن
 اس کے بعد ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھا جس کا ایک شعر جو مدعا مذکور
 کی کافی شہادت دیتا ہے اور اس سعادت مند کا سوزِ قلب جو اُسے پیر کی
 عنایت سے حاصل ہوا ظاہر کرتا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔
 جانتا تھا کون شب بیدار یاں دورِ کردیں تو نے سب بیماریاں
 اور حضور قبلہ عالم سیالوی (روحی فداہ) کی جنابِ پاک میں ہزار ہا ناخواندہ
 جاہل و ہتھان مزاج درشت طبع حاضر ہوئے ہیں۔ اور صرف دیدارِ پُر انوار
 سے رنگ الٹی میں رنگے گئے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ایک دہقان
 چوری پیشہ کسی سخت مقدمہ میں مبتلا ہوا اور اس کی چارہ جوئی میں حضور
 کی قدوسی سے مشرف ہو کر زمرہ غلامانِ داخل ہوا۔ لیکن بباہمیت
 اصل غرض ظاہر نہ کر سکا۔ اور حضور نے بھی دریافت نہ فرمایا۔ دوبارہ اسی
 غرض سے حاضر ہوا۔ پھر بھی ویسا ہی ہتھت مجلس مبارک کے باعث عرض
 نہ کر سکا۔ دو روز دربارِ عالی میں رہ کر چلا گیا۔ اب سہ بارہ مقدمہ کی ہولناک
 حالت دیکھ کر اور دنیاوی معاملات کی تنگی سے سوختہ جگر ہو کر جناب میں
 حاضر ہوا۔ اس دفعہ حضور نے اس سے کمالِ مجبوباتہ انداز سے دریافت فرمایا
 کہ تم کون ہو۔ اور کہاں کے رہنے والے ہو۔ اس دل جلے نے (جو کہ نسبتاً
 ہی سے مصیبت زدہ تھا اور ناز آمیز خطاب سے اور زیادہ جل گیا تھا)
 عرض کیا کہ ایک چوڑکا گاؤں ہے بندہ وہاں کا رہنے والا ہے۔ حضور نے
 تبسم فرما کر پوچھا کہ کبھی تم نے بھی چوری کی ہے۔ اُس نے چپٹم کر آب ہو کر
 عرض کیا کہ اس سارے علاقہ میں میرے جیسا کوئی بد معاش نہیں حضور
 نے اُسکی عاجز التماس کے جواب میں سر مبارک ہلا کر فرمایا کہ اللہ کرم کرے

بِسْ هِي نَظَرِ مَنَافِتِ اسْکُو کَافِي ہو گئی۔ اُسکا مقدمہ حسبِ لُجَواہ اسْکے فِیصل ہوا اور خود وہ تمام بُرے افعال سے تَایِب ہوا۔ تمام چوری کے مال اُس نے واپس کر دیئے اور اوراد و وظائفِ جِس سے وہ کوسوں دُور تھا پڑھنے شروع کئے سُبْحَانَ اللہ اے

عمره تو میفرماید ابر صید ساله را

پیدائش اور موتی پیشینہ
پیشینہ و دلیل

اصحاب کہف کی تعریف میں قرآن شریف میں وارو ہے فِتْنَةً اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ هُودًى وَرَحْمَةً عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اسکی تفسیر میں حضرت شیخ علمی مہتمی گجراتی رحمت اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ جوان تھے جو اپنے پروردگار کے ساتھ ایمان لائے۔ اور نور باطن کی ہدایت اس کے علاوہ ان کو عطا ہوئی اور ان کے دل مضبوط کئے۔

اب ظاہر ہے کہ وہ پدائیت خاصہ جو اُن کو علاوہ ایمان کے عطا ہوئی
اعمال صالحہ وغیرہ کمالات ظاہریہ کے سوا ایک باطنی کمال ہے جسے ولایت
اور فناء القلب وغیرہ الفاظ متعارف اہل تصوف سے تعبیر کرتے ہیں۔

پروہتی و بیل

کلام الہی میں اہل ایمان کو خطاب کیا گیا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**
اٰمِنُوْا۔ اے ایمان والو۔ ایمان لاؤ۔ یہ پیارا خطاب ثابت کر رہا ہے
 کہ مخاطبین کو شرعی ایمان جس پر نجات آخری موقوف ہے اور نظارہ
 جس سے اسلامی احکام مرتب ہوتے ہیں حاصل تھا۔ یا میں ہمہ ان کو
 ایک دوسرے ایمان کی تکلیف دی گئی جو زیادہ قرب الہی کا باعث ہے
 طالب حق صاف سمجھ سکتا ہے کہ اس ایمان سے دینی باطنی حالت قلب مراد

ہے جو اسلام اعمال صالحہ کے علاوہ اہل قرب کو حاصل ہوتی ہے

پانچویں دلیل

احادیث صحیحہ اور اجماع اُمت اسلامیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا رتبہ باقی افراد اُمت سے بدرجہا برتر ہے۔ کوئی دلی خواہ کتنا ہی مقرب ہو صحابی کا ہمپایہ نہیں ہو سکتا۔ اُن کے ایک عمل کا باقی اُمت کے بیشمار اعمال مقابلہ نہیں کر سکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دوسرا شخص جبل اُحد جتنا سونا خرچ کرے تو وہ اُس جو کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو کہ صحابی نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تفاوت اعمال ایمان میں نہیں ہے۔ بلکہ صرف اسی نورِ باطن کے باعث ہے جو انکو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے حاصل ہوا گو باقی اولیاء کو بھی پیرانِ عظام کے پاک سینوں کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار صحبت ملے ہیں لیکن بالواسطہ اور بلا واسطہ میں فرق ہے۔

پس ثابت ہوا کہ سوا کمالات ظاہری ایک باطنی کمال بھی ہے جس کے درجات متفاوت ہیں۔

چھٹی دلیل

انسانی فطرت شاہد ہے کہ کسی مسئلہ کا علم جیسا کہ عقل سلیم کے غور فکر اور مشاہدہ حیرت سے حاصل ہوتا ہے ایسا ہی خبر متواتر سے کہ جس کا عقلاً جھوٹا ہونا من قبیل محالات ہے بختہ یقین حاصل ہو سکتا

ہے پس جبکہ زمانہ رسالت سے آج تک گزردہ عظیم کی شہادت چلی آتی ہے کہ ان کو پیران غظام کی صحبت میں علاوہ اعمال صالحہ یا تقویٰ وغیرہ کمالات کے جو ان کو پیشتر حاصل تھے ایک ایسی حالت باطنی نصیب ہوئی جس سے شریعت حقہ کے اسرار مکشوف ہوئے اور محبت الہی و اہل ذکر و صفائی قلب نصیب ہوئی۔ اور ان تمام فاسد خیالات سے ہائی حاصل ہوئی جو عام اہل ایمان کے اوقات کو مشتوش رکھتے ہیں تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام و اعمال صالحہ کے علاوہ بھی باطنی کمال ہے جو اہل اللہ کی خدمت میں اہل سعادت کو نصیب ہوتا ہے۔

میرے شیخ صحبت و ارث نسبت مجددیہ منظر انوار قیومیہ علمی و استاذی حضرت مولانا غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایام طفولیت سے ذکر فکر کی طبیعت عادی ہے اور وظائف و اعمال میں مصروفیت رہی ہے۔ لیکن جب سے تاج الفقر اکمل الکاملین حضرت بابا جی تیراہی لیاظوی سے شرف بیعت حاصل ہوا ہے تلاوت قرآن نوافل وغیرہ وظائف میں نئی روشنی اور تازہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ خصوصاً درود شریف کی تعداد جو آپ نے فرمائی ہے اس میں جو حظ اور شوق حاصل ہوتا ہے اس سے زیادہ پڑھنے میں محسوس نہیں ہوتا۔

قدوہ ارباب استقامت زبدہ اصحاب کرامت سبیل دریا سیاح بادیہ مودت فانی فی اللہ حضرت مولانا مولوی معتمد الدین صاحب مولوی ادا اللہ برکاتہم نے (جو حضرت سمس العارفین لیاظوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء میں سے اس تاریک زمانہ میں مشایخ

سلف کی یادگار ہیں، خاک ر کو فرمایا کہ میں نے اٹھارہ سال کا عمر
کمال عر قریبی تحصیل علوم دینیہ میں صرف کیا اور اسقدر مطالعہ میں
استغراق پیدا کیا کہ اخیر کے دو سال لکھنؤ نماز عشاء کے بعد نماز صبح
تک تمام رات مطالعہ میں گذر جاتی۔ اور لذت مطالعہ کے باعث ذرا
سی وقت معلوم نہ ہوتی جس سے کہ اذان صبح سننے سے تعجب ہوتا کہ
ابھی نماز عشاء پڑھی تھی اور ابھی صبح ہو گئی ظاہر ہے کہ اس شخص
استغراق سے دینی اسرار کس قدر ظاہر ہوتے ہوئے۔ لیکن جب حضرت
تقدیر عالم شمس العارفین کی بارگاہ عالی میں مشرف ہوا تو ایک لحظہ
کی صحبت سے جو کچھ حاصل ہوا اس کے مقابلہ میں اُن تمام علوم کا
ما حاصل بھیج معلوم ہوا۔

الغرض زمانہ رسالت سے آج تک ایک مقدس گروہ باطنی کمالات
کا شاہد ہے جیسا کہ رشحات نفعات۔ تذکرۃ الاولیاء۔ ملفوظات و اجابہ
چشت کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ کمالات باطنی اور اہل باطن کی تعریف
میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ علماء صوفیہ۔ حکماء محدثین۔ فقہاء متکلمین
تمام اہل کمال کے مانے ہوئے ہیں اور جن کی تحریریں آج تک ہدایت
بخش خاص عام ہیں اور زمانہ حال کے یورپین فلاسفہ نے بھی اُن کے
کمالات کا اعتراف کیا ہے۔ اور وہ حضرت ابو محمد فارسی کے مُرید
ہوئے ہیں) المتقذ من الضلال میں اپنے ابتدائی حالات بیان
فرما کر تحریر فرماتے ہیں کہ مختلف خلوتوں میں مجھے اس قدر حالات منکشف
ہوئے چھتہ مار میں نہیں آ سکتے۔

مختصر یہ ہے کہ مجھے یقیناً معلوم ہوا کہ صوفیہ ہی ایک گروہ ہے جو خدا

کی راہ کو طے کرتے ہیں۔ اُن کی سیرت تمام سیرتوں سے بہتر اور ان کا طریقہ تمام طریقوں سے زیادہ درست۔ اُن کے اخلاق تمام اخلاق سے پاکیزہ بلکہ اگر ہم تمام عقلمندوں کی عقل اور فلاسفہ کی حکمت اور تمام علماء شریعت کے علم جمع کریں اور ان کی سیرت اور مشق کے مقابلہ میں عمدہ سیرت اور خلق طلب کریں تو ہرگز نہیں ملے گی کیونکہ اُن کی تمام حرکات و سکنات ظاہری و باطنی نبوت کی روشنی سے لئے گئے ہیں۔ الغرض جس طریقہ میں دلکا تمام ماسوا ذات حق کے پاک کرنا پہلی شرط ہو۔ اور ذکر الہی میں مستغرق ہونا اُسکا ابتدا بجائے و صوفیہ کے ہو اور اللہ جل شانہ کی ذات میں بالکل فنا ہو جانا۔ اس کے اُن مقامات کا جو بندہ کے کسب و اختیار کے ماتحت ہیں آخری مقام ہو۔ اس پر کیسا کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔ آگے آپ چند مقامات کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

”هذه حالة يتحققها بالذوق من سلك سبيلها فمن لم يذوق الذوق فاليقتل بالسامع ان اكثر مع اهل الذوق الصحة حتى يفهم ذلك يقرائن الاحوال يقينا فمن جالسهم استفاد منهم هذا الايمان فهم القوم لا يشق جليسهم ومن لم يذوق صحتهم فليعلم امكان ذلك“۔ یعنی یہ باطنی کمال ایک حالت ہے جسے سالک راہ خدا ذوقی طور پر معلوم کر لیتا ہے۔ اور جسے ذوق نہ ہو وہ سنکر قبول کرے اور اہل ذوق سے بہت صحبت رکھے تو خود ان حالات سے اُسے یقیناً معلوم ہو جائیگا۔

آخر میں منکرین علم باطن کے حق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وراء

لہو لا ۛ قوم جہال ۛ المنکرون لا صل ذالک لتعجبون
من ۛذا الکلام یسمعون ویسخرون ویقولون العجب
انہم کیف یهدون وفیہم قال اللہ سبحنہ ومنہم
من یستمع الیک حتی اذا اخرجوا من عندک قالوا
الذین اوتوا العلم ما اذا قال الفأوا لئک الذین طبع
اللہ علی قلوبہم واتبعوا ۛواءہم والذین اہتدوا نزادہم
ہدی واتہم تقوا ۛیہم۔ مذکورہ دلائل طالب حق کیلئے کافی ہیں۔
اب آخر میں ہم تبرکاً اس مسئلہ کے متعلق اپنے حضرت خواجہ غریب نواز
سیالوی ادام اللہ برکاتہم کا ملفوظ بیان کرتے ہیں۔

سلسلہ ہجری مورخہ سوال بتقریب عرس حضرت خواجہ عثمان برٹنی
رحمۃ اللہ علیہ خاکسار حضرت قبلۃ الالکین کعبۃ العاشقین مرشدنا دام
اللہ برکاتہم کی قد مبوسی سے مشرف ہوا۔ مقیمان آستان عالیشان اولانا
قاضی محمد نوشہروی ومولانا مولوی احمد سبہر الوی وغیرہ خلفارود ورویشا
باصفا حاضر مجلس گرامی تھے۔ وقت بہت ہی باراحت تھا۔ عشاق حضور
کے چہرہ مبارک سے جمال الہی اور کمال نامتناہی کا مشاہدہ کر رہے تھے۔
آپ کی حق بین آنکھیں سوزش حقیقی میں سرور وصل کی صورت میں جلوہ گر تھیں
آپ نے چشم پُر آب ہو کر قاضی محمد نوشہروی سے جو عداۃ ضلع شاہپور
ایک جلیل القدر متبحر فاضل ہیں، مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ ع
ایمان سلامت ہر کوئی مکے عشق مست کوئی

بعد ازان ایمان و عشق کی تشریح فرمائی کہ ایمان دل اور زبان سے۔ اور
عشق محبوب حقیقی کی محبت میں بیقرار رہنا ہے شاید یہ ارشاد قاضی صاحب کے

کسی خیال کا جواب ہو گا جو وہ خود ہی جانتے ہونگے۔ لیکن یہ مختصر ارشاد ہمارے
مضمون کو بخوبی حل کرتا ہے کیونکہ اعمال صالحہ اسلام و ایمان کی
حقیقت میں (جو اہل شرع نے بیان کی ہے) سوزش حقیقی
اور بیعتداری داخل ہے۔ پس یہ ان کے علاوہ ایک کمال ثابت
ہوا۔ جو اہل باطن کو پیران عظام کے سینہ سے بغیر ظاہری تقریر
کے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر خاکسار کے ایک
سوال کے جواب میں حضرت مرشدنا قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ ع
عشق در سینہ بود در ہی نبود
محمد ذاکر گجوجی

تاریخ عرس

حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب بگوی

رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ و ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ مطابق

۱۳-۱۲ و ۱۵- نومبر ۱۹۲۱ء بمقام بھیرہ ضلع شاہ پور

ہوگا۔ تمام یارانِ طرفیت مطلع رہیں۔



دل

قصہ دار و رسن بازی طفلانہ دل

التجارتی سرخی افسانہ دل

یہ تو مسئلہ امر ہے اور اس کے لئے کسی ثبوت کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ نیک کی یا بدی کا انحصار زیادہ خیال کی بھلائی یا بُرائی پہ ہوتا ہے۔ جب ہم کسی کام کے انجام دینے کا ارادہ کریں تو ضرور ہے کہ پہلے ہمارے دلیں اس قسم کا خیال جاگزین ہو، اعمال و افعال اور عبادت کی بنیاد بھی نیت ہی پہ ہوتی ہے، ہزار سال عبادت میں سر پھوڑتے رہو، سر بسجود رہو، جب تک دل سجدہ نہیں کریگا کچھ بھی حاصل نہیں ہونے کا۔ کوئی کام کرو جب تک دل ہاں نہ کرے تکمیل تک نہیں پہنچتا، وہ بات جو دل سے نہ نکلے۔ دل پر اثر نہیں کرتی۔ گلشن جہاں میں دل نسیم سحری ہے۔ چمن دنیا کی شادابی اور رنگارنگ کے پھولوں کی تر و تازگی اسی سے ہے۔ جو شبنم بن کر چکے چکے سوئے ہوئے غنچوں کا مُنہ دھلا جاتا ہے۔

دنیا اور دنیا کی سیر گاہ ہمارا ہی دل ہے۔ دل ہی گاہک اور دل ہی دُکاندار ہے۔ یہی طالب اور یہی مطلوب۔ یہی مکان اور یہی مکین۔ یہی جنت اور یہی جہنم۔ در کو دو ابنا دینا اور مسکھ کو دُکھ کر دکھانا اسکے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے خواہ غریب کو

غنی کر دے یا غنی کو غریب۔ گلشن کو گلشن اور گلشن کو گلشن بنا دینا
خدا جلنے اس نے کہاں سے سیکھا۔ جلنا اور جلنا تر پنا اور تر پنا
اسے کئے سکھایا، دنیا اور آخرت کا ترازو ہے، جس چیز کو چاہو
تو لو۔ فوٹو گراف کا بھی قبلہ و کعبہ ہے اس میں تو آواز ہی بند
ہو سکتی ہے۔ لیکن اسمیں اذان کے ساتھ مؤذن بھی مفید ہو سکتا
ہے۔

پیم بام حرم بھی طائر بام حرم بھی آپ پر
دل ہے یا مقناطیس جسے چاہو کھینچ لو۔ یہ دل ہے یا تار برقی کہ گھر
بیٹھے محبوب سے باتیں کر لو۔ خواہ فاصلہ بعد المشرقین ہی کیوں نہ ہو۔
اسکا نام توجہ رکھ لیجئے یا مسمریزم یا تخیل لیکن ہیں وہی دو چھوٹے
سے حرف ”و“ اور ”ل“۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا بلا ہے، یہ بھی عجیب اس کے کام بھی عجیب
اور اس کی طاقتیں بھی عجیب، وہ بار جس کے لینے سے پہاڑوں
اور دریاؤں نے بھی انکار کر دیا اسے بخوشی اٹھا لیا۔ اللہ اکبر
عجیب ہے کہ نہیں بلکہ عجیب تر، اس تو دہ خاک کو جلا دینا اسی کام ہے

خاک کے ڈھیر کو اسی بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکستر پروانہ دل
ابلیس کو انکار نے مارا اور اُسے اقرار نے، ظلو ما جہلولا کا خطا
پایا اور مصائب سے لیکے گھر آیا

صبح ازل جو حسن ہوا مستانِ عشق
آواز کن ہوئی پیش آمدِ حیاںِ عشق
یہ حکم تھا کہ گلشن کن کی بہار دیکھ ایک آنکھ لے کے خواب پریشیاں

ہزار دیکھ یہ ایسا ظا ئر ہے کہ فرش سے لیکر عرش بریں تک اسکی پرواز ہے اور پرواز بھی ایسی تیز کہ بجلی اور نگاہ اور صبا اور کبوتر وغیرہ اسکے سامنے ہیچ ہیں بایں ہمہ سمندر کے موتی کی طرح گہرائی میں چھپ رہا ہے۔ ہزار پروں میں بوئے گل، ہو کر گل میں پوشیدہ اور رنگ بھگرنایاں ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے،

جائے تنگ و مردمان بسیار

والا قول عین اس پر صادق آتا ہے، ہے تو کوزہ لیکن دریا کیا سمندر اسمیں بند ہیں، محبت، نفرت، رقابت، سخاوت، شقاوت، عداوت جو و ظلم و ستم۔ مہر و وفا۔ صبر و بے قراری۔ عقل و عشق، تہور و شجاعت و مردانگی وغیرہم کی موصی ہر وقت اس بحر ناپید کنار میں لہراتی نظر آتی ہیں، یہ ایسا پودہ ہے کہ کہیں تو کوڑے پھل دیتا ہے اور کہیں سیٹھے اور ایسا پھول ہے کہ کہیں تو اسکی بد بو سے لوگ کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ اور کہیں اسکی خوشبو دماغ کو تروتازگی بخشتی ہے اور باعث فرحت و شادمانی ہوتی ہے۔ ۴

”بیں تفاق و راہ از کجاست تا بجکا

لیکن اس میں اسکا کیا قصور، یہ سب کچھ مٹی کی نفاست اور زمین کی خاصیت پر منحصر ہے۔

عاشق کے سینے میں دیکھئے بجلی کی طرح تڑپتا اور سیما کی طرح بے قرار رہتا ہے اگر فرقت میں چین نہیں تو وصل میں بھی آرام نہیں

”بدائے فرقت یللی و صحت یللی“

اور کبھی کسی کی زلفوں اور کسی کے ہار میں ہے اور کبھی خوشام

نظائر
۱۹۲۰

کے گرم گرم آنسوؤں اور نگاہ انتظار میں کبھی کسی کے قدموں اور
در دولت پہ اور کبھی چلن کی جھلک اور اشکِ نگاہِ مستِ آلود میں
کبھی شکوہ و شکایات میں اور کبھی گرفتارِ مہر و وفا میں اور کبھی قاصد
کی زبان میں۔ اور کبھی محبت کی داستان میں۔ کبھی ناز و نیاز میں
اور کبھی سوز و گداز میں، بایں ہمہ اگر ٹوٹ جائے تو پھر اسکا جوڑنا
ناممکن، لیکن سمجھے کون؟ عوام کی تو یہ حالت ہے۔

”دل گیا ہاتھ سے لوگوں نے کہا دل آیا“

صاف اور زاہد خدا پرست کا دل صاف و شفاف اور مجلّا، آئینہ
ازل کا عکسِ یادہ وحدت کے نشہ میں شرارِ بختِ فکر اور تخیل میں
ڈوبا نظر آتا ہے۔ عالم رویا اور مجاہدے و مراقبے میں اسکی نیزنگیاں
دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، کیا یہ قوتِ متخیلہ اور داہمہ کی اپنی کارستانی
ہے، جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے؟ استغفر اللہ،

شاعر کا دل انسانی جذبات و اثرات اور قدرت کے انواع و اقسام
کے مناظر کا فوٹو گراف سمجھئے۔ تصور کے پر لگائے، کوہِ طور و آدمی آئین
وشت و بیاباں کوہ و دریا کی سیر میں مشغول رہتا ہے۔

”و کبھی گھر میں بیاباں تھا کبھی گھر تھا بیاباں میں“

اور اتنا بلند اڑ جاتا ہے کہ وہاں فرشتوں کیلئے پہنچنا بسوزِ دیرم
کا مضمون ہے۔ میخانے، بتخانے، کچے اور دیر و حرم میں شمع کی طرح جلا
رہتا ہے۔ کبھی ناصح ہے۔ کہیں طبیب ہے اور کہیں حبیب ۵

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں
لیکن بسا اوقات اسکی تصویر اُدھوری اور نامکمل کیوں ہوتی ہے۔ ہمدرد

قوم اور محب الوطن کا دل ہر وقت خدمت خلق اللہ میں لگا رہتا ہے
 اُن کے دکھ کو اپنا دکھ اور اُن کے سکھ کو اپنا سکھ جانتا ہے اور یہ
 سمجھ لیتا ہے، ۶ ”بہنی آدم اعضائے یکہ بجز اند“

لیکن جوش ہمدردی کیساتھ شوق نمود کا ہونا تعجب خیز ہے۔ برص
 اسکے جھوٹے۔ فزبی۔ مکار۔ ظالم۔ بد معاش۔ چغل ساز۔ ڈاکو۔ کینہ تو
 زانی کے سینوں میں مردہ صد سالہ سے بدتر لعنت ملامت کرتے آخر
 میں خاموش ہو کر رہ جاتا ہے اور ایسی نیند سوتا ہے کہ کروٹ تک نہیں
 بدلتا پتھر بن کر رہ جاتا ہے اور پھر ابھرتا نہیں۔

دنیا دار کا دل ہر وقت ثالث بالخیر کی طرح جھگڑوں کبھیروں میں
 لگا رہتا ہے۔ عاشق یا فلا سفر کا دل اس کے پہلو میں رکھ دیجئے اور
 مرگنا کہانی کا نتیجہ دیکھ لیجئے۔ بخلاف اسکے ایک عاشق دنیا دار کا دل چھوڑ
 کر بھاگ جائے اور تمام عمر بیدل رہنا پسند کرے۔

آہ! یہ اختلاف کیوں، یہ بیگانگی کیوں، اور اسی ایک منزل کے
 مسافروں میں یہ عناد کیوں، یہ رنج کیوں، اور قطع تعلق کیوں؟
 کیا یہ غلط فہمی اور عقل ناقص کی کارستانی ہے، یا وسیع معلومات اور فہم و
 فراست کی کسی دشمن کی کارروائی ہے، یا خود حضرت اشرف المخلوقات کی،
 سچ تو یہ ہے کہ وحدت کی تصویر کثرت کے نقش نگار میں مخفی ہو گئی ہے۔
 ورنہ جیل کی جہک اور گُل کی مہک عاشق کی نیاز اور معشوق کا ناز سموز پر واز۔ مگر یہ شمع
 نغمہ چنگ رہا باب اور صد قلقل و مناسپیں کب جُدا ہیں۔

طور پر تو نے جوا حضرت ہوئی دیکھا وہی کچھ قنیں نے دیکھا پس محل ہو کر
 عاشق، عشق اور معشوق اگر متحد نہیں تو اور کیا ہے، نگاہ دیدار سے کب

جدا ہے، اب اگر کوئی یہ کہے کہ جب ہر چیز میں اُسی حُسنِ ازل کا پر تو اور اسی درد کی کسک ہے تو ضرور ہے کہ سب بسمل ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا، ایک کو سفید رنگ پسند ہے اور دوسرے کو سُرخ ایک اپنی والدہ کا فرمانبردار ہے اور بھائیوں پہ جان دے رہا ہے لیکن بیوی کا عاشق زار اور دلدارہ، والدہ کی صورت سے بیزار ہے اب اس میں کس کا قصور؟ اُس کا یا اُس کے دل کا؟

میرے خیال میں دل کا کیا قصور، یہ اور بات ہے کہ آپ ہنس نہیں سکتے۔ یا ہنسنا نہیں جانتے۔ لیکن اسکا مطلب یہ تو ہرگز نہیں کہ آپ میں ہنسنے کا مادہ ودیعت نہیں کیا گیا۔ آپ اپنے ہاتھ کسی کی دستگیری یا دھیں نہیں لگاتے تو نہ لگائیں۔ حکیم ازل نے تو نسخہ نہیں لکھ دیا کہ آپ ان سے آروں کے گلے کاٹیں۔ یا یہ حکم نہیں لگا دیا کہ آپ ہمیشہ سفید رنگ ہی پسند کریں اور سُرخ سے نفرت کریں۔ آپ کے دلیں سب کچھ موجود ہے۔ نفرت بھی اور محبت بھی اور اگر یہ بات نہیں تو آپ کیسے مار کر کیوں بچتے ہیں۔ کیسے دھوکا اور فریب دیکر بعد میں افسوس کیوں کرتے ہیں۔ صرف اسی وجہ سے کہ دھوکا دینے یا زد و کوب کرنے کے وقت بھی آپ کے دلیں مادہ رحم یا قوتِ تأسف موجود تھی لیکن آپ نے اس سے اس وقت مشورہ طلب نہیں کیا۔ اگر کرتے تو یہ فعل ہرگز ظہور میں نہ آتا۔ کوئی تین ایک سال کا عرصہ ہوا کہ میرے ایک دوست کو وحشت سی ہو گئی آپ نے خواہ مخواہ فرض کیا یقین کر لیا۔ کہ مجھ پہ پنچرل سینری کوئی اثر پیدا نہیں کرتی۔ بہتیرا سمجھا یا کہ نہیں اس میں تمہارے دل کا کوئی قصور نہیں بلکہ

تھے زبردستی اس خیال کو پکا کر اپنے دل پر ایک قسم کا زنگ سا جمالیا، لیکن ان کو کچے گھڑے کی چڑھی ہوئی بالکل نہیں مارنے بلکہ دلداد کا نہچر پھبتیاں اٹھانے لگے۔ مجھے اس کے سوا کیا چارہ تھا۔ خاموش ہو رہا۔ کہ اچھا بھئی نہیں مانتے نہ مانو کوئی زبردستی تھوڑی ہے، خیر بات گدزی بھول گئے اس سے کوئی تین مہینے کے بعد ایک دن اپنے کوئی رات کے ایک بجے مجھے آجگایا۔ کیوں بھائی خیر باشد کیا بات ہے۔ نہیں بات تو کچھ نہیں آج صبح ہی سے طبیعت پریشان تھی اسوقت بھی بہتر اچھا کہ سو جاؤں لیکن آنکھ نہ لگتی تھی نہ لگی، نیند بھی میرا دل بن کر اڑ گئی اور کروٹیں بدلتے بدلتے کمر درد کرنے لگی ناچار مجبور ہو کر اٹھ آیا کہ نہیں ساتھ لے کر سیر کو چلوں۔ بندہ نواز وحشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر کیا آفت ہے کہ ہم اسوقت سیر کو نکلیں، بیٹھو یہیں بات چیت کر نیگے ہار مونیم بھی دل بہلانیکے لئے حاضر ہے۔ استغفر اللہ میرا دل اسوقت گھر کی چار دیواری میں بند ہونا نہیں چاہتا۔ اگر ایسا ہوتا تو گھر ہی سے کیوں آتا۔ واہ! دل بھی کوئی ہرن ہے کہ قید میں گھبرائے اور جنگل کی سیر پسند کرے نہیں ہرقت دل لگی سو جھا کرتی ہے اگر اٹھتے ہو تو اٹھو ورنہ میں اکیلا چلا جاؤنگا ایک دست کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا اور مجھے کیا انکار ہو سکتا تھا ساتھ ہو لیا اور ہم دونوں اس جھیل کے کنارے جو اُس قصبے کے قریب ہی رہ رہی تھی پہنچ گئے۔ رات کا ساہی اور پھر رات بھی کیسی مایہ کی جبکہ باد بہار خوشبو سے بسی اٹھکھیلیاں کرتی پھرتی میر خیال میں ایسے وقت نیچرل سینری کا مشتاق یہ تو ہرگز نہیں کہیگا، ۵

نہ چھوٹے نکھت باد بہاری راہ لگ اپنی تجھے اٹھکھیلیاں سوچے ہیں ہم بیزار بیٹھیں ہاں تو رات کا سماں اور ہو کا عالم سنسان جنگل چاندنی رات آسمان پر کہیں کہیں لگے ہائے ابر نمودار اور اس ملکہ شب کا برقہ سحاب میں منہ کا چھپا لینا اور پھر برق

اُلٹ کر آئینہ جھیل میں اپنا گورا گورا چہرہ دیکھنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
درختوں کو بھی سایہ ہو گیا ہے۔ میرے دوست کا یہ عالم تھا کہ ضبط
نہ ہو سکا اور بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

دل ہو تو ہر نہ سنگ و درو جہر نہ کیوں

روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں مٹائے کیوں

اس بیان سے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ یہ کسی اور ہی درد کا نتیجہ تھا تو نہیں
اسکو معذور سمجھتا ہوں کیونکہ وہ انسان کے دل کے مختلف جذبات و تاثرات
کو تخیل میں لاسی نہیں سکتا مائے یہی تو وہ دلولہ یا جذبہ ہے جس سے مجبور ہو کر
انسان کا دل اسفل السافلین کو چھوڑ کر علایا علیٰ علیین کی طرف متوجہ
ہوتا ہے اور مظاہر موجودات عالم سے اسرارِ خالق کو پہچانتا ہے۔ وہ عالم امکان
کے ذرے ذرے میں کسی ایسی دیکھی ہوئی شے کا جلوہ نمایاں دیکھتا ہے جسے
وہ اب بھول گیا ہے۔ اُسکا تخیل ہر وقت قدرت کے پیچیدہ اسرار اور اس کی
الچی ہوئی گتھیوں کے سلجھانے میں لگا رہتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد
اس نتیجہ پہ پہنچ جاتا ہے ”

ہر سو کہ دویدیم ہمہ رو تو دیدیم

ہر جا کہ رسیدیم ہر کوئی تو دیدیم

خیر یہ تو دور کی اور کوہ طور کی بات ہے۔ مجھے تو فقط یہ کہنا ہے اور
سوال یہ ہے کہ جیسے مادہ شاعریت و مہمی ہوتا ہے اور اکتسابی نہیں
اسی طرح بد معاشری اور جعل سازی وغیرہ کے لئے بھی دل پہلے سے تیار
ہوتا ہے یا بعد میں بنتا ہے؟ میرا اپنا خیال تو اس کی نسبت یہ ہے کہ سو
ایک بار کسی تفریق کے سبب دل طبعاً کزنک ہوتے ہیں (یہ اور بات

رسالہ ضیاء
جلد
اول
برطانیہ
کراچی
کے
دل
اور
برا
یہ
اُس
تفا
حالا
والا
میر
خیر
یہ
کسم
موا
موا
کہ
میر

جیسے کہ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ علم موسیقی کو کما حقہ سمجھنے اور پرکھنے والے کان کے اندر بہ نسبت اور لوگوں کے ایک نہایت باریک سا بڑھاؤ زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اس سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ راگ سے حظ اٹھانے اور درد پیدا کرنے کا مذاق ہر ایک کے دلیں موجود ہے اور کیا عجب ہے کہ اس طرح شلو کے دل و دماغ میں بھی اور لوگوں کی نسبت کوئی پردہ زیادہ ہو۔ اور جب کہ راگ سے سب انسان اور انسان کیسا حیوان تک بھی برابر متاثر ہوتے ہیں تو اس کی روح و روان شاعری میں بھی یہ خاصیت موجود ہونی چاہئے۔ اور ضرور ہوتی ہے۔ اگرچہ حیوان اس سے متاثر نہ ہوں۔ بایں ہمہ ان دونوں میں ایک نمایاں تفاوت ہے اور وہ یہ کہ گانے والے کے دل میں سوائے خاص حالتوں کے بالکل درون نہیں ہوتا کیونکہ اس کی کوشش ہمہ تن سننے والوں میں اثر پیدا کرنے کی ہوتی ہے برخلاف اسکے شعر بغیر دل میں درد پیدا ہونے نکل ہی نہیں سکتا۔ شاعر کا دل معلومات کا خزانہ اور مختلف جذبات و اثرات اور تخیلات کا گنجینہ ہوتا ہے لیکن گائیوالے کیلئے سوائے تان اور مڑ تال کی واقفیت کے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی، ہر ایک شاعر موسیقی دان ہے لیکن موسیقی دان شاعر نہیں موسیقی شاعری کی محتاج ہے لیکن شاعری موسیقی کی محتاج نہیں۔ پھر بھی اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ بنی نوع انسان پہ اثر ڈالنے کیلئے دونو کا یکجا ہونا لازم ہے، ہاں تو میرا خیال یہ ہے کہ سوائے ایک نازک سے فرق کے سب دل طبعاً

میں
نرات
ہو کر
فی متوجہ
امکان
ہے جسے
ش کی
کے بعد

ہے اور
نہیں
ہے تیار
ہے کہ
بات

ایک رنگ ہوتے ہیں۔ اور جو عادات اور تخیلات بچپن میں دماغ یا دل کے اندر منقوش ہو جائیں وہ ساری عمر سائے کی طرح ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اور انسانی زندگی کی آئینہ عملی کارروائی میں پہلے زمانے کی خصائیل اور سوسائٹی اور مشق کو بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ ایک ہی سبق کو بار بار رٹا اور دُھرایا جائے تو یہ کب ممکن ہے کہ وہ عمر بھر بھول جائے۔ لیکن اس مشق سے بھی بڑھ کر ایک اور زبردست طاقت ہے یعنی تخیل۔ توجہ اور تفکر غور و خوض اور تفکر سے انسان کے لئے بعض لاینحل مسائل نہایت آسان ہو جاتے ہیں۔ اور اُن چیزوں پہ جو ممکن الادراک ہوں غور کرنا ترقی کا زینہ ہے۔

خلق معقول ہو محسوس ہی خالق آیدل
دیکھ نادان ذرا آپ سے غافل ہو کر
لیکن افسوس ہے تو یہ کہ دل کے سے آئینہ کو صفا اور
مجدد بنانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اور مجاہدے اور عبادت
اور ریاضت کے بغیر اس کامز کی اور مصفا ہونا ناممکن۔ آہ لوگ
اس گوہر بے بہا کو کیچڑ میں پھینکے دیتے ہیں“
(از محشرستان خیال)

تاریخ عرس

حضرت اعلیٰ اسالوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷-۲۸-۲۹ صفر ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۹-۳۰ اکتوبر
۱۹۷۱ء بمقام اسال شریف ضلع پٹیوہ کا تمام یارانِ طریقت مطلع رہیں۔

محشرستان خیال

(مصنف مولوی غلام شکر خاں خیر جالندھری)

اس کتاب کو فاضل مصنف نے اعلیٰ مضامین سے مزین کیا
عجیب عجیب تصوف و علم معرفت کے نکات سے معمور و دلچسپ عمدہ
اور پاکیزہ غزلوں سے آراستہ صوفیانہ مضامین ایک خاص انداز سے
تحریر کئے ہیں۔ کتاب واقعی مصنف کی اعلیٰ قابلیت و پاکیزہ خیالات
کا مرقع ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲۔ طباعت و کتابت اعلیٰ اور کاغذ عمدہ
لگایا گیا ہے۔

سلسلہ شریف جیشیہ نظامیہ سلیمانیہ شمسیہ

(مصنف عالم اکمل فاضل اہل مولانا مولوی محمد سعید صاحبین پوری المتخلص سقید)

یہ سلسلہ تمام دیگر مروجہ اردو منظوم سلسلوں سمیت اور نہایت رقت آمیز
ہے۔ بابت سلسلہ شریف مولفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مولوی
رحمت اللہ علیہ سلیس و عمدہ کلام اور ادیبانہ تحریر کیا گیا ہے۔ جمیع
خلفاء عظام و مشایخ آستانہ علیہ سیال شریف کی نظریں
یہ شرف قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ حضرت مشائخ رضوان اللہ علیہم
اجمعین کے اسماء حضرت اعلیٰ سیالوی رضی اللہ عنہ کے اعظم
خلفاء کے اسماء بھی تحریر کئے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں ایک نہایت
عمدہ غزل بھی درج ہے۔ کتاب مذکور ناظرین رسالہ کی خدمت میں
ایک آنہ ار کے ٹکٹ آنے پر و دیگر حضرات سے ڈیڑھ آنہ کے
ٹکٹ وصول ہونے پر روانہ کی جاتی ہے۔ جلدی منگوائیے تھوڑے سے
نسخے موجود ہیں۔ مندرجہ بالا کتابیں منگوائیں گے۔

{میں بھر کتب خانہ عزیز یہ بھیرہ پنجاب}

تاریخ حریت اسلام

ایک رنگ
دار

[جہاں میں ہم جاکے تلواریں لگاتے تھے حق]
[غالب آتا تھا نہ ہم پر خوف سلطان و وزیر]

جنسی محمد بن صاحب فوق ایڈیٹر ششمین میگزین کی تازہ اور لاجواب
اور بہترین تصنیف جسکا اعلیٰ ریویو ملک کے تمام بڑے بڑے صحیفوں
نے کیا ہے اور جسکی نسبت علامہ اقبال کی رائے ہے کہ کوئی مسلمان
خاندان اسس پیش بہا کتاب کے مطالعہ سے محروم نہ رہنا چاہیے
اور جس میں رسالت عہد خلافت راشدہ دور خلفاء بنی امیہ و عباسیہ
عہد نبویہ و سلجوقیہ - دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ ترکی و مصر
الجزائر - مراکش - فرانز و ایران ہند -

خاندان افغانہ و غلامان و عہد مغلیہ وغیرہ اور مسلمان پادشاہان
وکن سندھ و کشمیر کے عہدائے گزشتہ کے راستباز - حق پرست
حق گو بزرگوں کے حیرت خیز جرات آفرین اور ولولہ انگیز استقلال
اور جوش و ایثار کے حریت اور عدل و انصاف حریت و مساوات
خدا ترسی و پاکیزہ نفسی کے خاص پادشاہوں کے سبق
آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق و صداقت اور
فدائے مذہب و ملت عورتوں کے سوانحیات درج ہیں

میں نے
مینجر کتب خانہ عزیز یہ بھیرہ ضلع شامپور پنجاب